# مذہب کا تعارف

عربی لفظ ''مذہب'' ''ذہب'' سے نکلا ہے جس کا معنیٰ ہے ''جانا''۔اور مذہب کے معنیٰ ہوتے ہیں ''چلنے کی راہ یا صرف ایک راستہ''۔عام طور سے اس کا اطلاق ''چار مذاہب'' یا ''چار فقۂ'' پر ہوتا ہے اور وہ چار یہ ہیں: حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کی بنیاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ڈالی۔کچھ لوگ اسے ''مسلک'' کے نام سے جانتے ہیں اور کچھ نے اپنے ذہن کو اس کے بارے میں قید کرلیا ہے اور اسے ''مصلیٰ'' کے نام سے جانتے ہیں۔

یہ تمام کے تمام ائمہ بڑے علم والے تھے، چونکہ تمام ائمہ انسان تھے لہذا مختلف اسباب کے باعث ان سے خطا ہوئی ہے، مثلاً ممکن ہے کہ ائمہ تک وہ حدیثیں نہ پہنچی ہوں جن میں انہوں نے خطا کی ہے، یا انہوں نے قرآن یا حدیث میں موجود لفظ کا معنیٰ کچھ اور سمجھا ہو جیسا کہ آگے تفصیل سے آئے گا۔(ان شاء اللہ)

''تقلید جامد'' اس لفظ کا معنیٰ ہے کسی نظریہ اور فکر کی سخت اندھی اتباع اور پیروی کرنا۔باوجود اس کے کہ دلائل واضح کردیں کہ اس مسئلہ میں فلاں سے خطا ہوئی ہے۔ تقلید علماء کے قول کی پیروی کرنا ہے جب کہ یہ واضح ہوگیا ہو کہ ان کا قول قرآن اور صحیح حدیث کے خلاف ہے۔حالانکہ چاروں اماموں نے ہمیں یہ نہیں سکھایا۔کچھ لوگ ''تقلید'' کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کی بات کو بلا دلیل قبول کرنا۔جب ہم تقلید جامد کے تعلق سے ان جملوں پر غور کرتے ہیں یعنی ''علماء کی بات کو بلا دلیل لینا'' تو کیا یہ جائز ہے یا حرام؟

یہ چار مکتبِ فکر کے لوگ آج عموماً مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔جو خود کو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کہلاتے ہیں۔ان چاروں مکتبِ فکر کو لوگ ''چار مصلوں'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں یا یوں کہیئے کہ وہ ''چار نماز کے طریقوں'' سے اسے جانتے ہیں۔لیکن ان چاروں میں اختلاف صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ نماز کے علاوہ اور دوسرے مسائل میں بھی ہے۔اور اکثر مسلمان یہ سوچتے ہیں کہ ان چاروں میں سے کسی ایک کی اتباع کرنا ضروری ہے۔

# بعض اہم چیزیں

## ۱-علماء کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔ (نحل ۱۶:۴۳، الانبیاء ۲۱:۷)

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر کوئی چیز نہ معلوم ہو تو اہل علم سے پوچھ لی جائے۔اللہ کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا ''جہالت کا علاج پوچھ لینا ہے۔'' لہذا ہم علماء کی عزت کو کم نہیں کررہے ہیں بلکہ قرآن وسنت انہیں جو مقام دیتے ہیں وہ مقام انہیں دینا ہماری ذمہ داری ہے جیسا کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں نہ کہ عیسائیوں کی طرح انہیں اللہ بناتے ہیں۔

## ۲-اس شخص کا گناہ جو صرف رائے سے فتویٰ دے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوْهُ اِنْتِزَاعًا

وَلَكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ
فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ

اللہ تعالیٰ نے جو علم تم کو دیا ہے دینے کے بعد یک بیک وہ تم سے نہیں چھینے گا بلکہ وہ اہل علم کو دنیا سے ان کے علم کے ساتھ ختم کر دے گا، اور صرف جاہل لوگ ہی باقی بچیں گے جن سے فتوے پوچھے جائیں گے پھر وہ اپنی سمجھ اور رائے کے اعتبار سے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔
(احمد، متفق علیہ، ترمذی، ابن ماجہ: ابن عمرو، لفظ بخاری کے ہیں) (صحیح الجامع: ١٨٥٤)

اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے علماء کی مذمت کی ہے جو بلا علم فتویٰ دیتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں، دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ یہ صرف قیامت سے پہلے کا معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر آج بھی کوئی بغیر علم کے فتویٰ دیتا ہے تو وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا کہلائے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا" قاضیوں کی تین قسمیں ہیں: دو جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ ایک جو حق کو جانتا ہو اور اسی کے مطابق فیصلہ کرے تو وہ جنت میں ہے۔ اور دوسرا جو جہالت کی بنیاد پر فیصلہ کرے تو وہ جہنم میں ہے اور تیسرا وہ جو حق کو جانے اس کے باوجود فیصلہ کرنے میں ظلم کرے تو وہ جہنم میں ہے۔
(ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) (صحیح، صحیح الجامع: ٤٤٤٦)

# ٣۔ شریعت سازی کا حق صرف اللہ کو ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اتَّخَذُوا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّٰهِ
وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ إِلَـٰهًا وَاحِدًا
لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انھیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریکوں سے جسے وہ شریک کرتے ہیں۔ (توبہ ٩: ٣١)

اس آیت سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ
فَقَالَ يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الْوَثَنَ
وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ بَرَاءَةٍ
اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللَّهِ
قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوا يَعْبُدُوْنَهُمْ
وَلَكِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئاً اِسْتَحَلُّوْهُ
وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، اس وقت میری گردن میں سونے کی صلیب تھی، آپ نے فرمایا: عدی! یہ بت اپنی گردن سے نکال کر پھینک دو پھر میں نے آپ کو سورہ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے سنا: "اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللَّهِ" آپ نے فرمایا: ایسا نہیں تھا

کہ وہ ان کی عبادت کرتے تھے بلکہ ہوتا یہ تھا کہ وہ جب کسی چیز کو حلال کر دیتے تو وہ اس کو حلال مان لیتے اور جب کسی چیز کو حرام کر دیتے تو وہ اس کو حرام مان لیتے تھے۔
(ترمذی:۳۰۹۵: تفسیر القرآن: ومن سورة التوبہ، شیخ البانی: حسن)

اہل کتاب کے پادریوں اور ربیوں (یہود کے علماء) نے اپنے دین کی حلال اور حرام چیزوں کو تبدیل کر دیا تھا اور ان کے متبعین ان کی باتوں کو تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ اور اسی کو علماء کی عبادت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت بنانے کا حق صرف اللہ کو ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اللہ کے دین میں تبدیل کردہ حلال اور حرام کی اتباع کرتا ہے تو گویا کہ ان کی عبادت کر رہا ہے۔

کیا یہ صرف اہل کتاب کے لئے ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے پیشینگوئی کرتے ہوئے فرمایا ''تم ضرور بضرور اپنے سے پہلوں کی اتباع کرو گے بالشت بالشت اور گز گز۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ یہود و نصاریٰ ہیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تو کون! (مسلم:۶۷۷۵)

آج کئی ایسے لوگ ہیں جو جہالت میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے امام نے جو کچھ حلال کیا وہ ان کے ماننے والوں کے لئے بھی حلال ہو گیا اور جو کچھ ان کے اماموں نے حرام کیا وہ ان کے لئے بھی حرام ہو گیا۔ جو کہ بہت ہی بنیادی غلطی ہے۔

## ۴- رسول پیغامبر ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَطِيْعُوا اللَّهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُوْلِنَا الْبَلاغُ الْمُبِيْنُ

اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم نے پیٹھ پھیری (اعراض کیا) تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف واضح طور پر پیغام پہنچا دینا ہے۔ (تغابن۶۴:۱۲)

نبی ﷺ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيْمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لِي

اے لوگو! اللہ نے جن چیزوں کو حلال کر دیا ہے اس کو حرام کرنا میرے بس میں نہیں۔ (احمد، مسلم: ابوسعید) صحیح الجامع:۴۰۹۰)

رسول اللہ ﷺ کو خود یہ حق نہیں تھا کہ وہ کوئی قانون بنائیں بلکہ ان کی ذمہ داری صرف اللہ کے بتائے ہوئے قانون کو پہنچانا اور کر کے دکھانا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى '' اور وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔ (سورہ نجم ۵۳:۳)

## ۵- اللہ نے جن چیزوں کو نازل کیا ہے اس کی اتباع کرنا واجب ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَلاَ تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ

اتباع کرو اس چیز کی جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کی گئی ہے اور اللہ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔ (اعراف ۷:۳)

کئی مرتبہ جب کسی کو قرآن اور صحیح حدیث سے دلیل پیش کی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ میرے لئے نہیں ہے بلکہ میں تو فلاں اور فلاں کا مقلد ہوں، حالانکہ اللہ نے جو بھی نازل کیا ہے وہ ہر ایک کے لئے ہے۔ اور ہر ایک پر اس کی اتباع لازم ہے۔

# ٦-رسول بھی اللہ کی نازل کردہ چیزوں کی اتباع کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

آپ کہہ دیجئے! کہ میرے بس میں نہیں کہ میں اس کو اپنی مرضی سے بدل دوں میں تو صرف اس چیز کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہوں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے خوف ہے۔ (یونس ۱۰:۱۵)

رسول اللہ ﷺ انہی چیزوں کی پیروی کرتے تو جو اللہ نے نازل کیا اور ایسا ہی اماموں نے بھی کیا، اور ہم پر بھی لازم ہے کہ اللہ کی نازل کردہ چیزوں کی اتباع کریں۔ لہذا اگر ہمیں کوئی ایسا مسئلہ ملے جس میں کسی امام نے غلطی کی ہو تو ہمارے اوپر ضروری ہے کہ ان کے اس فتویٰ کو ترک کر کے قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کیا جائے۔ یہ ایک آسان سی بات ہے کہ ہم قرآن اور سنت کے پابند ہیں لہذا ہم خود کو کسی امام کے قول (چاہے وہ صحیح ہو یا غلط) کے پابند بنالیں یہ درست اور صحیح بات نہیں۔

# ۷-رسول کی اتباع اور ان کی اطاعت واجب ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

قُلْ أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ

آپ کہہ دیجئے! کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی، اگر وہ پیچھے ہٹیں تو پھر اللہ انکار کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (آل عمران ۳:۳۱-۳۲)

اللہ کی محبت پانے کی پہلی شرط یہ ہے کہ رسول کی اتباع کی جائے۔ پہلی آیت نبی کی اتباع کا اور دوسری آیت نبی کی اطاعت کا حکم دیتی ہے۔ اتباع کا معنی ہے ''پیچھے پیچھے چلنا''، یعنی ویسے ہی کرنا جیسا کہ رسول نے کیا ہے۔ اور اطاعت کا معنی ہے ''حکم ماننا''، یعنی جو کچھ رسول نے کہا ہے اسی کے مطابق کرنا۔ اور اللہ کی محبت دونوں کے ساتھ مشروط ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ موڑتے ہیں انہیں اس آیت میں کافر کہا گیا ہے۔ اور ایسے لوگوں سے اللہ محبت بھی نہیں کرتا۔ لہذا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو چھوڑ کر اپنے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس آیت کی دھمکی سے ڈرنا چاہیئے۔ اللہ کی محبت اطاعت رسول ﷺ کے ساتھ جڑی ہوئی ہے نہ کہ کسی امام کی اندھی تقلید کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہوں پر اطاعت رسول ﷺ پر ابھارا ہے۔ اور فرمایا ''اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔''

(سورہ ۳۲:۳، ۱۳۲:۳، ۲۳:۷۲، ۳۳:۴۷، ۱۳:۴، ۷۱:۹، ۱:۸، ۴۱:۴، ۶۹:۴، ۹۲:۵، ۲۰:۸، ۲۴:۸، ۴۶:۸، ۴۷:۲۴، ۵۲:۲۴، ۵۴:۲۴، ۶۶:۳۳، ۷۱:۳۳، ۱۷:۴۸، ۱۴:۴۹)

# ۸-اللہ اور اس کے رسول نے جو فیصلہ کر دیا اس میں کسی بھی مسلمان کو اختیار نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا

أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا

اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔ (احزاب ۳۳:۳۶)

# ۹- کتاب وسنت قیامت تک باقی رہیں گے

نبی ﷺ نے فرمایا:

تَرَكْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا :

كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّتِي وَ لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جن کے بعد تم گمراہ نہیں ہو سکتے، وہ دونوں چیزیں کتاب اللہ اور میری سنت ہیں، اور وہ دونوں الگ نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ میرے پاس حوض پر آ کر ملیں۔ (حاکم: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ) (صحیح: صحیح الجامع: ۲۹۳۷)

کئی لوگ کہتے ہیں کہ قرآن وسنت صحابہ کے وقت میں تھے اب ہمارے اوپر اماموں کی بات ماننا لازم ہے۔ یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ کتاب وسنت قیامت تک باقی رہنے والے ہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلے تو اسے گمراہ ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اللہ رب العالمین کا انت گنت احسان ہے کہ اس نے صرف قرآن اور حدیثوں کی ہی نہیں بلکہ ان چھ لاکھ چالیس ہزار افراد کی زندگی کو بھی محفوظ کرا دیا جو احادیث کے روایت کرنے والے ہیں۔ اور اسی بنیاد پر آج ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سی حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہر ہر لمحہ اور ہر ہر بات آج کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں اللہ رب العالمین ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جن سے اس نے اسے جمع کرنے کی ہدایت وتوفیق بخشی۔ آمین

# شبہات اور ان کا جواب

یہاں ہم کچھ شبہات دیکھیں گے جو ہمارے ان بھائیوں کے ذہن میں ہے یا وہ ان کے ذہن میں ڈالتے ہیں جو متبعین کتاب وسنت ہیں۔

## پہلا شبہ: علماء کی اطاعت

(۱) جواب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَطِيْعُواْ اللّٰهَ وَأَطِيْعُواْ الرَّسُوْلَ

وَأُوْلِى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِى شَىْءٍ

فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ

ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيْلاً

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے اولی الامر ہیں، اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ (نساء۴:۵۹)

ابن کثیر نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اولی الامر سے مراد اہل فقہ اور دین یعنی دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے، اسی طرح مجاہد، عطاء، حسن بصری نے کہا ہے، ابو

العالیہ نے ''واولی الامر منکم'' سے علماء کو لیا ہے، صحیح علم تو اللہ کے پاس ہے لیکن جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ یہ عام ہے ہر اولی الامر کے لئے چاہے وہ علماء ہوں یا امراء۔
حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ''اطیعوا'' کا رسول کے ساتھ دوبارہ ذکر کیا جبکہ اولی الامر میں اس کا اعادہ نہیں کیا، کیونکہ مستقلا ان کی کوئی اطاعت نہیں ہے جس طرح رسول مستقلاً قابل اطاعت ہیں۔ (فتح الباری: تحت حدیث ۱۶)
اللہ تعالیٰ نے اولوا الامر سے پہلے اطیعوا کا لفظ نہیں استعمال کیا ہے۔ اسی طرح آگے فرمایا اگر تمہارا کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔'' یہاں پر بھی اللہ نے اولوا الامر کا ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ جو کچھ کہے وہ بذات خود دلیل ہے، رسول جو کہے وہ بذات خود دلیل ہے لیکن امام یا امیر جو کچھ کہے وہ بذات خود دلیل نہیں بلکہ اس کا قرآن اور حدیث کے مطابق ہونا ضروری ہے۔
آج جب کسی عالم سے کوئی مسئلہ طلب کیا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ مجھے اس کی دلیل بتاؤ؟ تو وہ کہتے ہیں میں عالم ہوں میں نے نو سال تک مدرسہ میں تعلیم حاصل کی ہے لہذا تم مجھ سے دلیل کیسے طلب کر سکتے ہو؟ علماء کی تعظیم اور ان کا مقام بہت ہی اونچا ہے۔ لیکن کسی کے دین حاصل کرنے کے جذبہ کو اس طرح سے کم نہیں کرنا چاہیئے۔

## (۲) جواب: اطاعت بھلائی کے کاموں میں ہے منکر میں نہیں ہے

نبی ﷺ نے فرمایا:

**لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ**

نافرمانی کے کاموں میں اطاعت نہیں ہے اطاعت تو بھلائی کے کاموں میں ہے۔ (متفق علیہ، نسائی: علی رضی اللہ عنہ) صحیح الجامع: ۷۵۱۹) (اللفظ للبخاری ولمسلم: فی معصیۃ اللہ)
نبی ﷺ نے فرمایا:

**طَاعَةُ الْإِمَامِ حَقٌّ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مَا لَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ**
**فَإِذَا أَمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلاَ طَاعَةَ لَهُ**

امام کی اطاعت مسلمان پر فرض ہے جب تک وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے اگر وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس وقت اس کی اطاعت فرض نہیں۔
(شعب الایمان للبیہقی حسن: صحیح الجامع: ۳۹۰۷)

## دوسرا شبہ: علماء ہم سے زیادہ علم رکھتے ہیں

(۱) جواب: یہ بات درست ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ انہیں کوئی مسئلہ نہیں معلوم تھا
اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کسی مسئلہ کو بھول گئے ہوں۔
یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے مجتھد سے غلطی بھی ہوئی اور صحیح مسئلہ بھی وہ دریافت کرتا ہے
اس لئے خطا اور غلطی میں ان کی تقلید نہ کریں۔

### ۱- عدم علم کی دلیل

**عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اِسْتَأْذَنَ أَبُوْ مُوْسَى عَلَى عُمَرَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ**
**فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ**
**فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا**
**قَالَ فَأْتِنِي عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ**
**فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا**

فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا

فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو شاید انھوں نے حضرت عمر کو مشغول پایا اور پھر لوٹ آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی ہے ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو، حضرت ابوموسیٰ کو بلوایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا، ایسا کام آپ نے کیوں کیا (کہ واپس چلے گئے) انھوں نے کہا: ہمیں ایسا ہی حکم دیا جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم مجھے اس بارے میں دلیل پیش کرو ورنہ خیریت نہیں ہے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس میں پہنچے (اور ان لوگوں سے پورا قصہ بیان کیا) مجلس والوں نے کہا: اس کی گواہی تو ہم میں سب سے کم عمر والا آدمی بھی دے سکتا ہے، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور جا کر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس) گواہی دی کہ ہمیں اس کا حکم دیا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت مجھ سے مخفی تھی کیونکہ بازار کی مشغولیت نے مجھے اس سے غافل رکھا۔

(البخاری: ۶۹۲۰، الاعتصام بالکتاب والسنہ)

صحیح بخاری کی ایک دوسری حدیث میں وضاحت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین مرتبہ اجازت مانگی جواب نہ ملنے پر لوٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ لوٹ جائے۔'' (صحیح بخاری: ۵۸۹۱)

اس حدیث میں دیکھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک حدیث نہیں پہنچ سکی۔ حالانکہ وہ ایک عظیم صحابی ہیں، جو عشرہ مبشرہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ اور خلفاء راشدین میں سے ہیں۔ تو کیا یہ معاملہ دوسرے علماء کے ساتھ ہونا ممکن نہیں۔ کئی ایسی حدیثیں ہیں جو کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو نہیں معلوم تھی اور انہیں دوسرے صحابی نے جب بتایا تو انہوں نے خود کہا کہ مجھے یہ حدیث نہیں معلوم تھی۔ اس کی دوسری مثال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے کہ جب انہیں بتلایا گیا کہ جنازہ کی نماز ادا کرنے اور ساتھ ساتھ اسے دفنانے میں دو قیراط ثواب ملتا ہے۔ تو انہوں نے کہا ''میں نے تو بے شمار قیراط گنوا دیئے''۔ (صحیح بخاری: ۱۲۶۰)

اماموں کے مقدین کہتے ہیں کہ نہیں ہمارے امام بہت زیادہ علم والے تھے یہ ممکن ہی نہیں کہ ان سے کوئی حدیث چھوٹ جائے۔ کسی حدیث کے متعلق نہ معلوم ہونے کا معاملہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوا ہے جو کہ (۰ھ) میں پیدا ہوئے۔ تو کیا یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (پ ۸۰ - و ۱۵۰ھ)، امام شافعی رحمہ اللہ (پ ۱۵۰ - و ۲۰۴ھ)، امام مالک رحمہ اللہ (پ ۹۵ - و ۱۷۹ھ) اور امام احمد رحمہ اللہ (پ ۱۶۴ - و ۲۴۱ھ) کے ساتھ ہونا ممکن نہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے وہ حدیث جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ مانعین زکاۃ کے سلسلہ میں مذکور ہے اس کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس واقعہ میں یہ دلیل ہے کہ سنت کبھی کبھی بعض اکابر صحابہ پر بھی مخفی رہتی ہے اور جس سنت کی خبر ایک کم رتبہ کے صحابی کو بھی ہوتی ہے، اسی وجہ رائے یا اجتہاد گرچہ وہ کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو اگر وہ سنت کے مخالف ہے تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ چیز ان کو نا معلوم ہوئی ہو۔ ۔ واللہ الموفق۔ (الفتح تحت حدیث: ۲۵)

## ۲۔ نسیان اور اجتہاد کے وقت نص کا نہ یاد ہونا

### نسیان:

عَنْ هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلَى دُكَّانٍ

فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ بِقَمِيصِهِ فَجَبَذَهُ

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُنْهَوْنَ عَنْ ذَلِكَ

قَالَ بَلَى قَدْ ذَكَرْتُ حِينَ مَدَدْتَنِي

حضرت ہمام کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مقام مدائن ایک بلند جگہ سے لوگوں کی امامت کرائی اور ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی قمیص پکڑی اور پکڑ کر کھینچا

جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ کو اس طرح کرنے سے منع کیا جاتا تھا، انھوں نے جواب دیا کہ ہاں! منع کیا جاتا تھا جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے یاد آ گیا۔

(ابوداؤد: الصلاۃ: الامام یقوم مقاما ارفع من القوم) (صحیح ابی داؤد: ۵۵۷: صحیح)

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ایک عظیم صحابی ہیں جب ان کے ذہن سے کوئی بات نکل سکتی ہے تو کیا کسی امام یا عالم کے ساتھ ایسا ہونا ممکن نہیں؟

## اجتہاد کے وقت نص کا نہ یاد ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِیَ عُمَرُ بِمَجْنُوْنَةٍ قَدْ زَنَتْ
فَاسْتَشَارَ فِیْهَا أُنَاسًا فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ أَنْ تُرْجَمَ
مُرَّ بِهَا عَلَى عَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذِهِ
قَالُوْا مَجْنُونَةُ بَنِی فُلَانٍ زَنَتْ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ أَنْ تُرْجَمَ
قَالَ فَقَالَ ارْجِعُوْا بِهَا ثُمَّ أَتَاهُ
فَقَالَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ
عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتَّى یَبْرَأَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتَّى یَعْقِلَ
قَالَ بَلَى قَالَ فَمَا بَالُ هَذِهِ تُرْجَمُ قَالَ لَا شَیْءَ
قَالَ فَأَرْسِلْهَا قَالَ فَأَرْسَلَهَا قَالَ فَجَعَلَ یُكَبِّرُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا، آپ نے اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے لوگ اس کو لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے، تو آپ نے پوچھا: اسے کیا ہو گیا ہے، لوگوں نے بتایا کہ یہ فلاں قبیلہ کی ایک پاگل عورت ہے جس نے زنا کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو واپس لے چلو اور پھر آپ خود بھی ان کے پاس آئے، اور فرمایا اے امیر المومنین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تین لوگوں سے احکام ختم کر دیئے گئے ہیں، ۱) مجنون سے یہاں تک کہ اس کی عقل لوٹ آئے۔ (۲) سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ (۳) چھوٹے بچے سے یہاں تک کہ وہ ہوشیار ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بات تو بالکل صحیح ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اس عورت کو کیوں رجم کیا جا رہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی بات نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اسے چھوڑ دو، راوی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا مزید بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی بڑائی بیان کرنے لگے۔

(ھذہ القصۃ رواہ ابوداؤد: الحدود: فی المجنون یسرق او یصیب حداً) (احمد، ابن حبان (صحیح: الارواء: ج ۲ ص ۵ تحت رقم: ۲۹۷)

ایک عظیم المرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کے لئے جب وقت آتا ہے کہ وہ فیصلہ کریں اور فیصلہ کرتے وقت وہ مسئلہ جو انہیں معلوم تھا لیکن عین موقعہ پر وہ بھول سکتے ہیں تو کیا یہ معاملہ اماموں کے ساتھ ہونا ممکن نہیں؟ یقیناً ممکن ہے۔

## ۳۔ اجتہاد میں غلطی کرنا

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ

وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

جب حاکم فیصلہ کرے اور فیصلہ کرنے میں اجتہاد سے کام لے اور صحیح اجتہاد پالے تو اس کو دو اجر ملے گا، اور اگر اجتہاد کرتے ہوئے اس نے کوئی فیصلہ کیا اور اجتہاد غلط ہو گیا تو اس کو ایک اجر ملے گا۔

(احمد، متفق علیہ، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) (احمد، متفق علیہ، سنن اربعہ؛ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح: صحیح الجامع: ۴۹۳)

اماموں کے تعلق سے ہمیں حسن ظن رکھنا چاہیئے اور اسی بنیاد پر ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ اگر اماموں نے کسی مسئلہ میں خطا کی ہو تو بھی انہیں ایک اجر ملے گا۔ لیکن اگر ہمیں کسی مسئلہ میں پتہ چل جائے کہ فلاں امام نے اس مسئلہ میں خطا کی ہے اور اس کے باوجود ہم ان کی بات مانیں اور قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیں تو ہمیں ایک اجر نہیں ملے گا بلکہ ہم تو ہمارے بنیادی کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کو بے بنیاد بنا رہے ہیں۔ اور ایک مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد کوئی اختیار ہی باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ سورہ احزاب ۳۳: ۳۶ میں ہے۔ اللہ رب العالمین نے سورہ نساء ۴: آیت نمبر ۶۵ میں فرمایا: '' فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً'' تیرے رب کی قسم! وہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو اپنے اختلافات میں حاکم نہ بنالیں اور آپ کے فیصلہ کے بعد اپنے اندر کوئی کجی اور تنگی محسوس نہ کریں۔ اور مکمل طور سے اسے تسلیم کر لیں۔

# تیسرا شبہ: اختلاف باعث رحمت ہے

حدیث:

''اِخْتِلَافُ اُمَّتِی رَحْمَةٌ''

میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ (نصر المقدسی فی الحجۃ البیہقی فی الرسالۃ الاشعریہ) (بغیر سند اوردہ الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرھم (موضوع: ضعیف الجامع: ۲۳۰)

## جواب:

# اختلاف باعث ھلاکت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً
وَلاَ يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ . إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ

اگر تمہارا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا، اور وہ برابر جھگڑتے اختلاف کرتے رہیں گے سوائے اس کے جس پر اللہ کی رحمت ہو۔ (ھود ۱۱: ۱۱۸، ۱۱۹)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا

تم اختلاف مت پیدا کرو کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے بھی اختلاف، انتشار کی راہ اپنائی اور وہ ہلاک ہو گئے۔ (بخاری: ابن مسعود رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۷۲۵۵)

پچھلی امتیں اختلاف کی بنیاد پر ہی ہلاک ہوئیں لہذا اختلاف رحمت کیسے ہو سکتا ہے؟ لہذا ہمیں کسی بھی اختلاف میں قرآن وسنت کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا اور بلا جھجک اسے تسلیم بھی کرنا ہوگا۔

# چوتھا شبہ: جس پر اکثر لوگ چل رہے ہوں وہی راہ بہتر اور حق ہے۔

## جواب: اکثریت کی اتباع دین نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُواْ اللّهَ يَا أُوْلِي الأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے گرچہ آپ کو ناپاک کی کثرت بھلی لگتی ہو۔اے عقلمندو! اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔
(سورہ مائدہ ۵:۱۰۰)

ارشاد الٰہی ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لا يَعْلَمُوْنَ

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں لیکن زیادہ تر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ (سبا ۳۴:۲۸)

آج اکثریت ایسے لوگوں کی ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کو نہیں جانتے۔تو کیا یہ سب کے سب حق پر ہیں؟ کئی ایسے لوگ ہیں جن کے عقیدہ میں شرک پایا جاتا ہے تو کیا وہ سب صحیح عقیدہ والے کہلائیں گے۔تہتر میں سے بہتر جہنم میں جائیں گے تو کیا بہتر حق پر ہیں؟
قرآن اور صحیح حدیث کے علاوہ کوئی چیز ہمارے لئے صحیح کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

## پانچواں شبہ: آباءواجدا کے طریقوں کو اپنانا ضروری ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآئِي إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوْبَ

میں نے اپنے آباواجداد ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کے دین کی اتباع کی ہے۔ (یوسف ۱۲:۳۸)

یوسف علیہ السلام کے آباءواجداد نبی تھے اور جو شخص آج اس آیت کو دلیل میں پیش کرتا ہے وہ اس اہم پہلو کو بھول جاتا ہے کہ اس کے آباءواجداد نبی نہیں ہیں۔لہذا یوسف علیہ السلام کا اپنے آباءواجداد کی پیروی کرنا کہ جن کی صداقت اور گواہی اللہ رب العالمین نے دی ہے کوئی غلط نہیں۔لیکن آج جو اپنے باپ دادوں کو پیروی کرتا ہے ممکن ہے وہ کہیں نہ کہیں غلط ہوں؟ ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کریں۔

## جواب: یہ بات بالکل مشرکین مکہ کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُوْلِ
قَالُواْ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَ نَا
أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَلا يَهْتَدُوْنَ .

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا، کیا اگر چہ ان کے بڑے کچھ نہ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔ (مائدہ ۵:۱۰۴)

مشرکین مکہ بھی یہی جواب دیا کرتے تھے اور آج کے مشرکین بھی یہی جواب دیتے ہیں۔تو کیا یہ سب حق پر ہیں؟

## چاروں عظیم ائمہ کرام کے اقوال

کچھ لوگ شخصیتوں کو لے لیتے ہیں لیکن ان کی تعلیمات کو چھوڑ دیتے ہیں۔جیسے کہ عیسائی، عیسیٰ علیہ السلام کو لے لیتے ہیں لیکن ان کی تعلیمات کو ترک کر دیتے ہیں۔لہذا یہاں چار عظیم علماء کے اقوال کو ذکر کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنی اور غیروں کے متعلق کیا کہا ہے۔

# (۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال

## (الف) امام ابوحنیفہؒ اپنے قول کو بلا دلیل اختیار کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ أَخَذْنَاهُ

''کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ میرے قول کو اختیار کرے جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ قول میں نے کہاں سے لیا ہے''

(ابن عابدین في حاشية على البحر الرائق: ج۶ ص۲۹۳، رسم المفتي ص۲۹، ۳۲، المیزان للشعرانی ۱/۵۵)

## (ب) امام ابوحنیفہؒ کا اپنی بعض آراء سے رجوع کرنا

وَيْحَكَ يَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ أَبُوْ يُوْسُفَ) لَا تَكْتُبْ كُلَّ مَا تَسْمَعُ مِنِّي

فَإِنِّي قَدْ أَرَى الرَّأْيَ الْيَوْمَ وَأَتْرُكُهُ غَدًا

وَأَرَى الرَّأْيَ غَدًا وَأَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ

''اے یعقوب (ابو یوسف) اللہ تم پر رحم کرے، جو کچھ مجھ سے سنتے ہو سب مت لکھ لیا کرو، کیوں کہ میرا معاملہ یہ ہے کہ آج میری ایک رائے ہوتی ہے اور کل میں (کسی بنیاد پر) اس کو چھوڑ دیتا ہوں، پھر کل ایک رائے ہوتی ہے اور اگلے دن اسے ترک کر دیتا ہوں'' (ابن عابدین في حاشية على البحر الرائق: ج۶ ص۲۹۳)

یہ قول واضح کرتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو جب معلوم ہوتا کہ میں فلاں جگہ غلطی کر رہا ہوں تو وہ رجوع کر لیا کرتے تھے۔ لہذا امام ابوحنیفہ غلط کیسے ہو سکتے ہیں...؟

## (ج) امام ابوحنیفہؒ کا حکم ہے کہ انکا جو قول کتاب وسنت کے مخالف ہو اسے چھوڑ دیا جائے

إِذَا قُلْتُ قَوْلاً يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ تعالىٰ و خَبَرَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَاتْرُكُوْا قَوْلِي

''جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہو، تو میری بات کو چھوڑ دینا'' (الفلانی في أيقاظ الهمم: ص۵۰)

جو لوگ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ پہلے ان کے اصولوں کی پابندی کریں جو انہوں نے دیا ہے۔

اور وہ ایسا نہ کہیں جیسا کہ اصول الکرخی اور اصول البزدوی وغیرہ میں لکھا ہوا ہے۔ ''اصل یہی ہے کہ یہی ہے کہ ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف آئے تو یہ مانا جائے گا کہ یہ منسوخ ہے یا اس کو کسی دوسری حدیث سے معارض کر کے ہمارے اصحاب کی دلیل کو راجح قرار دیا جائے گا...''۔ (اصول البزدوی جلد۱ ص۳۷۴)

# (۲) امام مالک رحمہ اللہ کے اقوال

## (الف) امام مالکؒ کا حکم ہے کہ انکا قول جب کتاب وسنت کے مخالف ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے

قَالَ مَالِكٌ:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِي وَ أُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِي رَأْيِي

فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ

وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ

''میں تو بس ایک انسان ہوں، مجھ سے (اجتہاد میں) غلطی بھی ہوتی ہے اور میری بات صحیح بھی ہوتی ہے، اس لئے تم میری رائے پر غور کرو، چنانچہ جو کچھ قرآن وسنت کے مطابق ہو اسے قبول کر لو اور جو قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کر دو'' (ابن عبد البر في الجامع: ج۲ ص۳۲)

## (ب) رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہمارے لئے کوئی حجّت نہیں ہے: امام مالک رحمہ اللہ

لَیْسَ أَحْدٌ بَعْدَ النَّبِی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

إِلَّا وَیُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِہِ وَیُتْرَکُ

إِلَّا النَّبِی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نبی کریم ﷺ کے علاوہ جو بھی ہیں، ان میں سے ہر ایک کی بعض باتیں ایسی ہیں جنہیں قبول کیا جائے اور بعض باتیں ایسی ہیں جنہیں چھوڑ دیا جائے۔ یہ صرف نبی ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ کی ہر بات کا قبول کرنا لازم ہے۔ (ابن عبدالبر في الجامع: ج ۲، ص ۹۱)

محمد ﷺ ہمارے لئے اسوہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے اقوال اور افعال ہر ہر چیز کو محفوظ رکھا ہے۔ اور جب اللہ کے رسول ﷺ کوئی غلطی کرتے تو اللہ رب العالمین فوراً اصلاح کر دیتا۔ جس کے بے شمار ثبوت قرآن اور حدیث میں موجود ہیں۔ مثلاً سرداران قریش کے درمیان دعوت دیتے ہوئے جب اللہ کے رسول ﷺ نے ایک نابینا صحابی کے سوال کرنے کو ناپسند فرمایا تو سورہ عبس کی ابتدائی دس آیتیں نازل ہوئیں۔ اسی طرح شہد کو اپنے اوپر حرام کرنے کا معاملہ پیش آیا تو سورہ تحریم کی آیت نمبر ایک نازل ہوئی۔ جنگ بدر کے قیدیوں کے معاملہ میں اللہ رب العالمین نے سورہ اعراف کی آیت ۶۷-۶۸ نازل فرمائی۔

ائمہ کرام بھی انسان تھے اور ان سے بھی خطا کا ہونا ممکن ہے۔ تو کیا اللہ نے اس کی بھی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے جیسا کہ اللہ نے رسول ﷺ کی حفاظت فرمائی؟ نہیں، بلکہ جو کوئی ایسا سوچے کہ اماموں کے اقوال اور افعال بھی محفوظ ہیں تو گویا کہ وہ انہیں رسول ﷺ کا درجہ دے رہا ہے۔ حالانکہ اماموں نے خود کو ایسا نہیں کہا ہے۔

# امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال

## (الف) کسی کے قول کی وجہ سے سنت کو چھوڑا نہیں جا سکتا

قَالَ الشَّافِعِیُّ : أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَی

أَنَّ مَنِ اسْتَبَانَ لَہُ سُنَّۃً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَمْ یَحِلَّ لَہُ أَنْ یَدْعَھَا لِقَوْلِ أَحَدٍ

’’تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت مل جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ سنت کو چھوڑ کر کسی اور کے قول پر عمل کرے‘‘

(ابن القیم: ج ۲، ص ۳۶۱، الفلاني في الایقاظ الھمم ص ۶۸)

## (ب) امام شافعیؒ نے اپنی یا کسی اور کی تقلید سے منع کیا ہے جبکہ انکا قول سنت کے خلاف ہو

إِذَا وَجَدْتُمْ فِی کِتَابِی خِلَافَ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فقُوْلُوْا بِسُنَّۃِ رَسُولِ اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ودَعُوْ مَا قُلْتُ

’’جب تم میری (کسی) کتاب میں کوئی ایسی بات پاؤ جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہو تو میری بات چھوڑ دو۔

(وفِیْ رِوَایِۃٍ) فَاتَّبِعُوھَا ولَا تَلْتَفِتُوا إِلَی قَوْلِ أَحَدٍ

(اور ایک روایت میں ہے) کہ ایسے موقعہ پر تم سنت کی اتباع کرو اور کسی دوسرے کے قول کی طرف التفات (یعنی توجہ) نہ کرنا‘‘

(المجموع للنووي ۱/۶۳، ابن القیم ۲/۳۶۱ دوسری روایت کے لئے دیکھیں ابن حبان ۳/۲۸۴، الحلیۃ لأبي نعیم ۹/۱۰۷)

## (ج) نبی کریم ﷺ کی ہر حدیث میرا قول ہے

کُلُّ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَھُوَ قَوْلِی وَإِنْ لَمْ تَسْمَعُوہُ مِنِّی

''نبی کریم ﷺ کی ہر حدیث میرا قول ہے، چاہے اس قول کو تم نے مجھ سے نہ بھی سنا ہو'' (ابن أبي حاتم ۹۳، ۹۴)
رسول ﷺ کی احادیث کی حفاظت کا کام ۲۲۵ ہجری سے لیکر ۳۰۰ ہجری کے درمیان میں ہوا۔ اور اسی درمیان کتب ستہ کی تدوین ہوئی۔ اور یہ واضح ہے کہ اماموں کے دور میں احادیث کی تدوین نہیں ہوئی تھی بلکہ اس وقت میں احادیث منتشر تھی۔ اور اتنی پریشانی اور مشکلات کے دور میں جو کچھ اماموں اور دوسرے ائمہ عظام نے کیا وہ قابل تعریف ہے۔ اللہ ان کی محنت اور ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آج جس طرح ہمارے پاس ہر حدیث بآسانی موجود ہے ان کے پاس نہیں تھی۔ آج ایک انگلی دباتے ہی ان گنت حدیثیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں لیکن اُس وقت میں ایک حدیث کے لئے میلوں کا سفر طے کرنا پڑتا تھا۔ لہذا ممکن ہے کہ ایسے وقت میں ان کے پاس کوئی حدیث نہ پہنچی ہو اور اسی لئے اماموں نے کہا کہ ''اگر صحیح حدیث مل جائے تو ہی میرا مذہب ہے''۔

# (۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اقوال

## (الف) امام احمد بن حنبلؒ کا اپنی اور ائمہ کی تقلید سے منع کرنا

قَالَ أَحْمَدُ : لَا تُقَلِّدْنِي وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكاً وَلَا الشَّافِعِيَ وَلَا الْأَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ
وخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوْا

''نہ میری تقلید کرو، نہ امام مالک کی، نہ امام شافعی کی، نہ امام اوزاعی کی اور نہ امام سفیان ثوری کی، بلکہ تم وہاں سے مسائل اخذ کرو جہاں سے انہوں نے اخذ کیے ہیں''
(ابن القيم في الأعلام : ج ۲ ص ۳۰۲، ایقاظ الھمم ۱۱۳)

لَا تُقَلِّدْ دِيْنَكَ أَحَداً مِنْ هٰؤُلَاءِ .
مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلىّ اللّٰهُ عليه وسلم وأَصْحَابِهِ فَخُذْ بِهِ
ثُمَّ التَّابَعِيْنَ بَعدُ الرَّجُلِ مُخَيَّرٌ

''تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو بات نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی طرف سے آئے اسے قبول کرو، رہے تابعین عظام، تو تمہیں ان کے اقوال کے لینے نہ لینے کا اختیار ہے'' (أبوداؤد في مسائل الامام احمد: ص ۲۷۶، ۲۷۷)

# چند سوالات

سوال: ممکن ہے جو کچھ اماموں نے کہا ان کے پاس دلیل رہی ہو؟

جواب: بہت بہتر ہوتا اگر ہم ان دلائل کو لے کر بات کریں جن کی حقیقت میں ہمارے پاس بھی دلیل موجود ہو۔ اگر ہم اس بات کا دروازہ کھولتے ہیں کہ ''اماموں کے پاس دلیل رہی ہوگی'' تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ''صحابہ نے بھی عید میلاد منائی ہوگی'' حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ''صحابہ نے بھی جلوس نکالا ہوگا''، ''انہوں نے ماتم بھی کیا ہوگا''۔ جب کہ یہ تمام چیزیں بدعت ہیں جن کا ثبوت نہ قرآن میں ہے، نہ ہی حدیث میں اور نہ ہی سلف میں سے کسی کا یہ عمل رہا ہے۔

سوال ۲: سب سے پہلے کون آیا امام بخاری رحمہ اللہ یا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تو تم ان دونوں میں سے کس کی پیروی کروگے؟

☆ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ان سے بھی پہلے آئے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کی حدیثوں کو صحیح سند کے ساتھ اکٹھا کیا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے بہترین علم کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور ایک انسان سے غلطیوں کا ہونا ممکن ہے اور جب کوئی نظریہ یا فتویٰ قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو ہم فتویٰ کو حدیث پر ترجیح نہیں دے سکتے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ﷺ کی حدیث کو ہی تسلیم کریں گے جو صحیح سند کے ساتھ مذکور ہو۔

سوال۳: حدیث میں ہی ہر چیز نہیں ہے بلکہ فقہ بھی ضروری ہے؟

☆ یہ بالکل صحیح ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم علماء کی رہنمائی کے محتاج ہیں جو کہ تمام آیتوں اور راجح مرجوح، عموم وخصوص اوران کے ناسخ ومنسوخ کے دیکھنے کے بعد صحیح فتویٰ دیتے ہیں۔ہم علماء کی تعظیم کرتے ہیں۔اور ہم اس بات سے ڈرتے بھی ہیں کہ بلاعلم کوئی فتویٰ دیں کیونکہ ہمیں اس سے سختی سے روکا گیا ہے۔

یہاں پرایک اورسوال ہے، کہ جب دوامام کسی ایک ہی مسئلہ میں دوالگ الگ فتویٰ دیں اور ہم پرواضح ہوجائے کہ ان دونوں میں سے ایک غلطی پر ہے۔تو کیااب بھی ہم ان کی اس غلطی میں پیروی کریں گے یا ہم دوسرے امام کے فتوی پرعملکریں گے جس کے پاس صحیح دلیل ہے۔یقیناً ہم اس امام کے فتوی پرعمل کریں گے جس کے پاس قرآن وحدیث کے دلائل ہیں۔اگر ہم حقیقت میں قرآن وسنت کی اتباع کرنا چاہتے ہیں تو اس امام کی پیروی کرنا ہوگا جس کا فتویٰ قرآن اور حدیث کے مطابق ہے۔

سوال۴: آپ لوگ اماموں کی تقلید کوچھوڑ کران کی بےعزتی کررہے ہو؟

☆ جوکچھ اماموں نے کہا ہم ہی ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔اور تمام ائمہ جوکتاب وسنت کی اتباع کرتے ہیں وہ ہمارے امام ہیں۔(جیسا کہ ہم نے شبہات شروع کرنے سے پہلے اماموں کے اقوال کودیکھا، کہ اگران کا قول بھی قرآن اور حدیث کے خلاف ہوا تواسے چھوڑ دینا ہے۔) ان کے فتاوے اوراحادیث رسول ﷺ دونوں ہمارے سامنے ہیں۔اب بتائیں! اماموں کی پیروی کون کررہاہےاورکون ان کے اصولوں کوتوڑ کران کی بےعزتی کررہاہے؟ آپ خود عملی طور سے ثابت کررہے ہیں کہ ہم اماموں کی بےعزتی کررہے ہیں۔

اورمحمدﷺ (کی باتوں کوچھوڑ کرآپ ﷺ کی) کی بےعزتی (نعوذ باللہ) کون کررہاہے؟ تم اپنے آپ سے پوچھو! کہ اے مومن نفس! تو اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کو چھوڑ کراورامام کی پیروی کواپنا کرکس کی بےعزتی کررہاہے؟ یقیناً آپ خود اللہ کے رسول ﷺ کی بےعزتی کررہے ہو۔

سوال۵: اماموں نے سنت کواپنے درمیان تقسیم کرلیاہے؟

☆ اماموں نے کس جگہ یہ مشورہ کیا؟ کب انہوں نے سنت کواپنے درمیان تقسیم کیا؟ جب ہم ان کی تاریخ پیدائش دیکھتے ہیں تو کوئی بھی تین امام ایسے نہیں جن کی آپس میں کبھی ملاقات ممکن معلوم ہو۔کیونکہ وہ سب مختلف اوقات میں پیدا ہوئے اورتو اوران کے رہنے کی جگہ بھی الگ الگ تھیں۔اگر مان بھی لیا جائے کہ ان لوگوں نے سنت کو بانٹ لیا تو یہ کہاں درست ہے کہ حدیث کے پونہ ۳/۴ حصہ کوترک کردیا جائے اور پاؤ ۱/۴ حصہ پرعمل کیا جائے۔سورہ حشر ۵۹:۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ''، جوکچھ رسول تمہیں دے اسے لےلو۔یہ کہنا کہ اماموں نے سنت کواپنے درمیان تقسیم کرلیاہے یقیناً اماموں پر بہتان ہے حالانکہ وہ اس سے پاک تھے۔

سوال۶: چاروں مذہب برحق ہیں؟

☆ ہاں، چاروں کے چاروں امام اہلسنت والجماعت میں سے ہیں اور وہ کتاب وسنت کے متبع تھے انہوں نے کتاب وسنت کی تعلیمات کو جتنا ان کے دور میں طاقت اور وسائل کے مطابق ممکن تھی اتنا عام کرنے کی کوشش کی۔لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے تمام اجتہادات صحیح ہی ہوں اوران سے کوئی خطا سرزد ہی نہ ہو۔

مثال کے طور پر جب کوئی شافعی کسی اجنبی (عورت) کو ہاتھ لگالے تو اس کا وضوٹوٹ جائے گا لیکن اگر کوئی حنفی کسی عورت کو چھوئے تو اس کا وضو باقی رہے گا۔ایک دوسری مثال کہ اگر کسی شخص کا وضو کے بعد خون نکل آئے تو حنفی کا وضوٹوٹ جائے گا لیکن شافعی کا باقی رہے گا۔

یہاں یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ آخر وضوٹوٹا ہے یا نہیں؟ صحیح جواب دونوں میں سے صرف ایک ہوگا، کیونکہ شریعت نے ایک ہی چیز پر دوطرح کا حکم نہیں دیا۔کچھ علماء کے مطابق حنفی اور شافعی مذہب میں تقریباً ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار مسئلوں میں اختلاف ہے۔اور حنفی اور مالکی مسلک کے درمیان ۱۰۰۰۰ دس ہزار مسئلوں میں اختلاف ہے۔تو

ہم ان اختلافات کو کس طرح حل کریں گے؟ اس کا جواب قرآن دیتا ہے: ''فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ '' اگر تمہارا کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔ (نساء۴:۵۹)

سوال ۷: ایک عام آدمی کسی دلیل کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے علماء کی تقلید کرنا ضروری ہے؟

☆ اگر کوئی شیعہ، عالم کے کہنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دے یا ماتم کرے تو وہ کیا غلط کر رہا ہے؟

ہم اس سے کہیں گے قرآن اور حدیث پڑھو اور فرق کرو کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟۔ اپنی عقل استعمال کرو، سوچو، غور وفکر کرو! بالکل اسی طرح کوئی عام آدمی بھی کوشش کر کے جان سکتا ہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ اور یہ ضروری بھی ہے جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ '' علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ) (صحیح صحیح الجامع: ۳۹۱۳) عقیدہ، بنیادی عبادات جیسے نماز جو کہ دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔ (ایک مسلمان کو کم سے کم اتنی چیزوں کا مکمل علم ہونا چاہیئے۔)

رہی بات علماء کی تو ہاں، ایک عام آدمی کو قرآن واحادیث سمجھنے کے لئے علماء کے سہارے کی ضرورت ہے۔ لیکن کس عالم کا سہارا؟ کیا ایسا عالم جو شرک کی دعوت دیتا ہو؟ کیا وہ ایسے عالم کی اتباع کرے گا جو یہ کہتا ہو کہ میں فلاں امام کی تقلید کرتا ہوں؟ (کسی عالم کا یہ کہنا دلیل ہے کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کی بات کو بلا دلیل مان رہا ہے اور ابھی ہم نے دیکھا کہ ہمیں صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہی بات بلا دلیل لینی ہے، ان کے علاوہ ہر ایک کی بات کو لیا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے، کیونکہ شریعت اللہ اور رسول کے علاوہ کہیں اور نہیں۔)

**غور کریں!!!** یہ ''عام آدمی'' دنیا کے معاملات میں بیوقوف نہیں ہوتا۔ وہ اللہ رب العالمین کی دی ہوئی عقل کو سبزی، کپڑا اور سونا خریدتے وقت استعمال کرتا ہے۔ مگر جب مذہب کی بات آتی ہے تو اپنی عقل کے دروازے کو بند کر لیتا ہے؟ بہت ہی افسوس کی بات ہے۔

سوال ۸: اگر تم ان چار اماموں کی تقلید نہیں کرو گے تو تمہارا امام شیطان ہوگا؟

☆ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا؟ کیا نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان چار کی تقلید کی جائے؟ کیا ان میں سے کسی ایک کے بارے میں کوئی ایک بھی صحیح حدیث موجود ہے؟ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی پیشین گوئی کی ہے؟ یہ ایک نئی چیز ہے نہ کہ دین محمدی ﷺ کا حصہ۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا'' مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ '' جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس سے نہیں تو وہ چیز مردود ہے۔ (متفق علیہ، ابوداود، ابن ماجہ: عائشہ رضی اللہ عنہا، بخاری: ۲۵۵۰، مسلم: ۱۷۱۸)

اگر ہم تاریخ دیکھتے ہیں، تو ہمیں بے شمار امام ملتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں: امام لیث رحمہ اللہ (۹۳ھ-۱۶۸ھ)، امام ثوری رحمہ اللہ (۹۶ھ-۱۵۴ھ)، امام داؤد رحمہ اللہ (۱۹۲ھ-۲۶۰ھ)، امام محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ (۲۱۶ھ-۳۰۰ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (۸۰ھ-۱۵۰ھ)، امام مالک رحمہ اللہ (۹۳ھ-۱۷۹ھ) امام شافعی رحمہ اللہ (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ)، امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ)۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کے یہاں ۱۲ بارہ سال تک تعلیم حاصل کی اور انہوں نے امام لیث رحمہ اللہ کے پاس بھی تعلیم حاصل کی۔ پھر انہوں نے ایک بات کہی ''امام لیث رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ سے بڑے امام تھے''۔ لیکن امام لیث رحمہ اللہ ان چار میں سے نہیں جن کی تقلید کی جاتی ہے۔ بعینہ یہی بات یحیی بن بکیر رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۵۶/۸)

تو امام صرف چار ہی کیوں ہیں؟ پانچ یا چھ کیوں نہیں؟ اس بات کی دلیل کہاں ہے کہ صرف چار ہی کی تقلید کی جائے؟ اور ان چار ہی کی کیوں؟ صحابہ میں سے کسی چار کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟ اور صحابہ کیا تھے، حنفی یا شافعی؟ اور جب کسی عام آدمی سے جو اندھی تقلید کرتا ہے پوچھا جاتا ہے کہ صحابہ کیا تھے تو وہ گھبراہٹ میں جواب دیتا ہے۔ وہ حنفی یعنی امام ابوحنیفہ کے پیروکار تھے۔ جب کہ ان کا سن پیدائش ۸۰ھ ہے۔ ہم صحابہ کے طریقہ پر کیوں نہ چلیں جو کہ نبی ﷺ سے بہت ہی زیادہ قریب اور شریعت کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔

سوال۹: اماموں کے درمیان اختلاف معمولی اور غیر اہم چیزوں میں ہے۔اور فرق صرف مستحب اور فضیلت کا ہے؟

☆ہم اس بارے میں ابن رشد القرطبی رحمہ اللہ کی کتاب ''بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد'' کو دیکھتے ہیں جس میں ان مسائل کا ذکر ہے جن پر علماء کا اجماع اور اختلاف ہے۔ اگر ایک شخص صرف اس کے کتاب کے باب الطہارۃ کو پڑھے تو اس میں بہت سے بڑے بڑے اہم اختلافات پائے گا۔جس کی دو مثالیں اوپر سوال نمبر ۶ میں ذکر کی جا چکی ہیں..(جس میں وضو باقی رہنے اور ٹوٹنے کا مسئلہ ذکر ہے۔)اب آپ ہی غور کریں اگر کسی شخص کا وضو ہی نہ ہوا ہو تو نماز کہاں سے ہوگی؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ اختلافات معمولی معمولی مسائل میں نہیں بلکہ عبادات کے ہونے اور نہ ہونے میں بھی ہے۔

سوال۱۰: اختلاف رحمت ہے۔لہٰذا اماموں کے درمیان اختلاف کا ہونا بھی رحمت ہے؟

☆اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا'' وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّ لَا تَفَرَّقُوْا''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ میں نہ بٹو۔(آل عمران۳:۱۰۳)

لیکن اللہ کی رسی کیا ہے؟ اللہ کی رسی قرآن اور صحیح حدیث ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں تاکید کی ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور فرقہ میں نہ بٹو۔اسی طرح سورہ انفال ۸:۴۶ میں فرمایا''وَاَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ''اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جھگڑا نہ کرو تو تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔'' (انفال ۸:۴۶)

اگر ہمارا ایک بھائی کہے: ۲+۲=۴، اور دوسرا کہے: ۲+۲=۵، تو کیا یہ کہا جائے گا کہ دونوں صحیح ہیں اور یہ رحمت ہے۔نہیں یہ انصاف اور عقلمندی کی بات نہیں۔ بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ جو کہہ رہا ہے ۲+۲=۴ وہ صحیح ہے اور جو ۲+۲=۵ کہہ رہا ہے وہ غلط ہے۔

امت کا اتحاد اور اختلافات کا حل قرآن اور حدیث میں ہے۔مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے ہمیں اسی طریقہ کو اختیار کرنا ہوگا۔دوسرے ذرائع کبھی بھی کامیاب نہیں ثابت ہوں گے اور نہ ان کے ذریعہ اللہ کی رضا کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

''امت کا اختلاف رحمت ہے'' اس تعلق سے بیان کی جانے والی ایک بھی حدیث صحیح نہیں۔

(الف) ''اِخْتِلَافُ اُمَّتِی رَحْمَةٌ ''

میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔(نصر المقدسی نے الحجۃ میں اور بیہقی نے الرسالۃ الاشعریہ میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے اور حلیمی، القاضی حسین اور امام الحرمین وغیرہ نے اسے ذکر کیا ہے (موضوع: ضعیف الجامع: ۲۳۰)

اس حدیث کی کوئی سند ہی نہیں جو اسے نبی ﷺ تک پہنچاتی ہو۔ یہ حدیث موضوع ہے۔

(ب) '' اِخْتِلَافُ اَصْحَابِی لَكُمْ رَحْمَةٌ''

میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔یہ حدیث بیہقی میں ہے اور محدثین اس پر واھن (یعنی بہت زیادہ کمزور) کا حکم لگاتے ہیں۔(''السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ'' جلد ۱/ص ۵۹/۸۰)(ابوالفضل العراقی نے اسے المغنی میں کہا کہ یہ سخت ضعیف ہے: ج ۱ ص ۲۴)(امام عجلونی نے کشف الخفاء میں اسے ضعیف کہا ہے۔ج ۱ ص ۶۴)

(ج) ''اَصْحَابِی كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ''

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہے تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔محققین کے مطابق یہ حدیث ''موضوع'' ہے زیادہ معلومات کے لئے دیکھئے (''السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ'' جلد ۱ ص ۷۹-۷۸ اور ۸۳-۸۲)